نقشِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا راشد الحق سمیع

دار العلوم کے استاذ حدیث و ہر دلعزیز عالم دین حضرت مولانا نصیب خانؒ کی شہادت

دار العلوم حقانیہ اپنی شاندار تعلیمی خدمات، روحانی علمی، ادبی، سیاسی، فلاحی اور جہادی اوصاف کے حوالے سے اس وقت اُم المدارس دار العلوم دیوبند کی طرح پوری دنیا میں چمک رہا ہے اور ہر سو اس مینارہ نور سے علم و عمل اور رُشد و ہدایت کی کرنیں چار دانگ عالم میں پھیل رہی ہیں الحمدللہ علیٰ ھذہ النعمۃ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ کفر کے سینے میں کسی کانٹے کی طرح مسلسل کھٹک بھی رہا ہے۔ عرصہ دراز سے اس کے خلاف سازشیں اور ریشہ دوانیاں جاری و ساری ہیں۔ لادین قوتیں اور خصوصاً امریکہ و مغربی ممالک اس سعی رائیگاں میں دن رات گھل رہے ہیں کہ کسی نہ کسی ذریعے سے دار العلوم حقانیہ اور علمائے ربانیہ کو (خاکم بدہن) صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ اسی لئے مختلف قسم کے منفی الزامات کی ایک بھرمار اِن دنوں مسلسل دار العلوم حقانیہ پر کی جارہی ہے۔ پھر اس میں مزید اضافہ امریکہ و نیٹو افواج کی سپلائی کے خلاف حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی للکار اور دفاع پاکستان کونسل کے پلیٹ فارم سے پاکستانی قوم و قیادت کو اس کے خلاف سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑا کرنے کے بعد ہوا۔ کبھی محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل میں بھونڈے انداز سے اور بغیر کسی ثبوت کے دار العلوم کو ملوث قرار دینا اور کبھی مختلف حیلوں بہانوں سے دار العلوم میں حکومت اور ایجنسیوں کی بار بار مداخلت کرانا۔ اسی سلسلے میں ۲ رمئی ۲۰۱۲ء بروز بدھ جامعہ کے استاذ حدیث اور ہر دلعزیز عالم دین حضرت مولانا نصیب خانؒ کو بعد از ظہر پشاور جاتے ہوئے مین شاہراہ پر درجنوں مسلح افراد نے گاڑی سے اتار کر اغواء کرلیا۔ ابھی اسی سلسلے میں دار العلوم حقانیہ کے ارباب حل وعقد مولانا کی بازیابی کے سلسلے میں تگ و دو اور تلاش و احتجاج کر ہی رہے تھے کہ دوسرے دن ان کی المناک شہادت کی اطلاع دار العلوم کے طلباء و علماء پر بجلی بن کر گری۔ پورے دار العلوم میں افسوس اور سکتے کا عالم طاری ہوگیا۔ ہزاروں طلباء اپنے درویش صفت اور قلندرانہ طبیعت کی حامل مشفق مہربان استاد کی المناک شہادت کی خبر سن کر صبر و قرار کی ساری متاع گنوا بیٹھے لیکن حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کی پر اثر او رجامع دعائے مغفرت نے اس موقع پر کسی جادوئی مرہم کا کام کیا۔ پھر دوسرے دن جامعہ کے تمام اساتذہ کرام، دار العلوم کے اہم ذمہ داران اور ہزاروں طلباء مولانا کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے وزیرستان میران شاہ تشریف لے گئے اور ان کی نماز جنازہ میں بھرپور شرکت کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کمال حکمت اور تدبر سے کام لیتے ہوئے دوسرے ہی دن صوبہ بھر کے علماء، مشائخ اور خصوصاً مہتممین حضرات کا ایک بہت بڑا تاریخی اجلاس دار العلوم حقانیہ میں فوری طور پر بلایا، جس میں ایک ہزار سے زائد مہتممین حضرات، اساتذہ کرام علماء اور دار العلوم

کے نامی گرامی چیدہ چیدہ فضلاء کرام حضرات نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ اس موقع پر جمعیت علماء اسلام (ف) کے رہنماؤں اور ساتھیوں نے بھی بھرپور انداز میں اپنی مادرِ علمی دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ عقیدت و وابستگی کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ چنانچہ اس اجلاس میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے تمام صورتحال علماء اور حاضرین کے سامنے کھل کر پیش کی اور حضرت مولانا نصیب خانؒ کے اغواء اور ان کے ظالمانہ اور ماورائے عدالت قتل پر اپنے مجروح جذبات اور آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں تفصیلی خطاب کے ساتھ ساتھ شرکاء سے رائے بھی مانگی۔ اس موقع پر تمام علماء کرام و مشائخ عظام نے متفقہ طور پر یہ تجویز پیش کی کہ امن وامان کی اصل ذمہ داری وفاقی اور صوبائی حکومتوں پر عائد ہوتی ہے اور اس عظیم حادثہ فاجعہ پر صوبائی اور وفاقی حکومت کی مجرمانہ خاموشی اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ کسی نہ کسی طور پر یہ دونوں حکومتیں بھی اس قتل میں شریک ہیں۔ پھر پاکستان میں علماء حق کے قتلِ عام میں ملکی اور غیر ملکی خفیہ ایجنسیوں خصوصاً ''بلیک واٹر'' کے کردار پر بھی کھل کر اجلاس کے شرکاء نے تنقید کی اور انہوں نے واضح کیا کہ اگر پاکستان ریمنڈ ڈیوس جیسے امریکی قاتلوں کو رہا نہ کرتا اور سی آئی اے و دیگر مغربی ممالک کے ہزاروں تخریب کار جاسوس افراد کو ویزے اور پاکستان میں آزادانہ نقل و حمل اور سازشوں کے جال بننے کی اجازت نہ دیتا تو اس قسم کے آئے روز کے دل خراش اور جگر شگاف خونی واقعات پاکستان میں پیش نہ آتے۔ لہٰذا فوری طور پر پشاور ہائیکورٹ کے سامنے ایک عظیم الشان فقید المثال متفقہ اور مشترکہ مظاہرہ بروز منگل ۸ مئی ۲۰۱۲ء بوقت دوپہر بارہ بجے منعقد ہوا۔ اور بعد میں ہائی کورٹ کی انتظامیہ اور اعلیٰ ججوں کو دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے دائر کی گئی درخواست پیش کی گئی کہ پشاور ہائی کورٹ ایک اعلیٰ سطحی عدالتی کمیشن تشکیل دے اور فوری طور پر حضرت مولانا نصیب خانؒ کے قاتلوں کو پوری طرح بے نقاب کرے۔ لہٰذا ان سطور کے لکھتے ہوئے اب عدالتی کاروائی شروع ہو چکی ہے لیکن اس کے پورے نتائج سے آگاہی اور اصل قاتلوں تک رسائی مشکل ہی نظر آرہی ہے لیکن اس کے علاوہ اور ماسوائے صبر و برداشت کے دارالعلوم حقانیہ اور طلباء علماء کر ہی کیا سکتے ہیں؟ اس محشر ساں عہد میں اور ظالم و نااہل حکمرانوں کی موجودگی میں عدل وانصاف کا پورا ہونا پھر اس کرپٹ پولیس اور کام چور انتظامیہ سے کہاں ممکن ہے؟

بہر حال حضرت مولانا نصیب خانؒ ایک بہترین اوصاف کی حامل شخصیت تھے۔ دارالعلوم حقانیہ ہی کے فیض یافتہ اور یہاں کے فارغ التحصیل تھے۔ دوران طالب علمی خارجی اوقات میں باہر لان میں مختلف کتابوں کا درس دیا کرتے تھے۔ انکے درس کی شہرت دوران طالبعلمی ہی سے پھیل چکی تھی۔ پھر کچھ عرصہ بعد دارالعلوم میں علوم نقلیہ وعقلیہ کیلئے ایک جید مدرس کی ضرورت محسوس ہوئی تو قرعہ فال آپ ہی کے نام نکلا۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں اپنی خداداد علمی صلاحیتوں اور توفیق ایزدی سے آپ مسند حدیث کی رونق بن گئے۔ ذہانت اور قابل رشک یادداشت آپ کی خصوصی صفات تھیں۔ تمام اساتذہ کرام اور طلباء کرام کے ساتھ بھی آپ کے تعلقات کسی بہترین دوست کی طرح رہتے۔ عمر بھر